از عدالت عظمی

جیون لال اور دیگران

بنام

اسٹیٹ آف مدھیہ پردیش

4 دسمبر 1996

[ڈاکٹر۔اے ایس۔آنند اور کے۔ٹی۔تھامس، جسٹسز]

ثبوت ایکٹ، 1872:

دفعہ 134 — چشم دید گواہ — ثبوت کی قیمت — سزا چشم دید گواہ کی گواہی پر مبنی ہوسکتی ہے بشرطیکہ وہ مکمل طور پر قابل اعتماد پائی جائے — جہاں اس طرح کے گواہ کی گواہی جزوی طور پر قابل اعتماد ہو، سمجھداری کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس گواہ کی گواہی کی تصدیق آزاد ذرائع سے کی جائے تاکہ سزا کی بنیاد رکھی جا سکے — دفعہ 148 اور مجموعہ تعزیرات ہند کے تحت مقدمہ — 13 ملزم — ٹرائل کورٹ کے ذریعے دو ملزموں کو بری کرنا — عدالت عالیہ کے ذریعے دیگر آٹھ ملزموں کو بری کرنا — تین اپیل گزاروں کی سزا — عدالت عظمیٰ کے سامنے پیش کی گئی اپیل — متوفی اکیلی کی ماں چشم دید گواہ — جہاں تک اپیل گزاروں سے منسوب حصے کا تعلق ہے، اس کا ثبوت ٹھوس اور مستقل پایا گیا — اس کی گواہی کی تصدیق ریکارڈ پر موجود دیگر شواہد سے بھی ہوئی — منعقد، ٹرائل کورٹ اور عدالت عالیہ نے اس کی گواہی پر بھروسہ کرنے میں کوئی غلطی نہیں کی — نیچے کی دونوں عدالت عالیان کی طرف سے تعریفی ثبوت مناسب تھا — صرف اس وجہ سے کہ، اس کے ذریعے ملزم کے طور پر نامزد 10 دیگر افراد کو بری کر دیا گیا تھا، اس کی گواہی کو مکمل طور پر مشکوک نہیں بنائے گا کیونکہ اس ملک میں عدالت عالیان کے ذریعے قبول کردہ قانون کی حکمرانی نہیں ہے۔

مجموعہ تعزیرات ہند، 1860:

دفعہ 34، 148، 302 / 149 — غیر قانونی اسمبلی — مشترکہ ارادہ — قتل — 13 ملزم — ٹرائل عدالت کے ذریعے دو ملزموں کو بری کرنا — عدالت عالیہ کے ذریعے آٹھ ملزموں کو مزید بری کرنا — دفعہ 148 اور 302 / 149 کے تحت تین کو مجرم قرار دینا — جس طریقے سے واقعہ پیش آیا اس سے واضح طور پر اشارہ ملتا ہے کہ اپیل گزاروں کا قتل کرنے کا مشترکہ ارادہ تھا — اس لیے وہ دفعہ 34 آئی پی سی کی مدد سے مذکورہ قتل کے ذمہ دار ہوں گے — اپیل گزاروں کو کوئی واضح الزام نہ لگانے پر کوئی تعصب نہیں دکھایا گیا۔ دفعہ 34 آئی پی سی کی مدد سے — ارادہ جو حقیقت کا سوال ہے، کو شواہد سے اکٹھا کرنا پڑتا ہے اور ریکارڈ پر موجود شواہد سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اپیل گزاروں کا قتل کرنے کا مشترکہ ارادہ تھا — اپیل گزاروں کی سزا کو دفعہ 302 / 149 آئی پی سی کے تحت دفعہ 302 / 34 آئی پی سی کے تحت تبدیل کر دیا گیا۔

دھنّا وغیرہ بنام ریاست مدھیہ پردیش، جے ٹی (1996) 6 ایس سی 652، حوالہ دیا گیا۔

نانک چند بنام ریاست پنجاب، [1955] ایس سی آر 1201؛ ولی سلانی بنام ریاست ایم پی اے آئی آر (1956) ایس سی 116 امر سنگھ بنام ریاست ہریانہ اے آئی آر (1973) ایس سی 222 اور بھور سنگھ اور ایک اور بنام ریاست پنجاب، اے آئی آر (1974) ایس سی 1256 کا حوالہ دیا گیا۔

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار 1990: کی فوجداری اپیل نمبر 366

1985 کے فوجداری اے نمبر 659 میں مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے مورخہ 9.12.89 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے این این کیشوانی اور آر این کیشوانی

جواب دہندہ کے لیے اوما ناتھ سنگھ کے لیے یو این بچاوت، (پرشانت کمار)

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

اپیل کنندہ کے ساتھ 10 دیگر افراد پر 11 جون 1984 کے ایک واقعے کے سلسلے میں دفعہ 148 اور آئی پی سی کے تحت جرائم سمیت مختلف جرائم کے لیے مقدمہ چلایا گیا جس میں متوفی موہن لال کو مہلک چوٹیں آئیں۔ ٹرائل عدالت نے یکم جون 1985 کے فیصلے کے ذریعے دو شریک ملزموں کو بری کر دیا لیکن 11 کو مختلف جرائم بشمول دفعہ 148 اور آئی پی سی کے تحت جرائم کے لیے مجرم قرار دیا۔ انہیں عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ تمام 11 مجرموں نے اپنی سزا اور سزا کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی۔ 9 دسمبر 1989 کو عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے 8 مجرموں کی اپیل منظور کی اور انہیں شک کا فائدہ دے کر بری کر دیا۔ جہاں تک یہاں تین اپیل گزاروں کا تعلق ہے، ان کی سزا کو دفعہ 302 / 149 آئی پی سی کے تحت جرائم کے لیے برقرار رکھا گیا تھا۔ عدالت عالیہ نے رائے دی کہ ان تینوں اپیل گزاروں نے موہن لال کے قتل کے مشترکہ مقصد کے ساتھ" دیگر نامعلوم افراد" کے ساتھ ایک غیر قانونی اسمبلی تشکیل دی تھی جیسا کہ استغاثہ نے الزام لگایا ہے۔ خصوصی اجازت کے ذریعے، اپیل گزاروں نے یہ اپیل دائر کی ہے۔

ہم نے اپیل گزاروں کی طرف سے پیش ہوئے فاضل وکیل مسٹر کیشوانی اور مدعا علیہ کی طرف سے پیش ہوئے سینئر وکیل مسٹر یو این بچاوت کو سنا ہے اور ریکارڈ کا جائزہ لیا ہے۔

ٹرائل عدالت کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ نے موہن لال کے بھائی سوامی پی ڈبلیو 8 اور متوفی کی ماں پی ڈبلیو 9 سرسوتی کی گواہی پر بھروسہ کیا۔ نیچے کی عدالت عالیان نے پایا کہ 11 جون 1984 کے بدقسمت دن صبح تقریبا 8 بجے بندوقوں اور فرسا سے لیس اپیل

گزاروں نے متوفی پر اس وقت حملہ کیا جب وہ اپنے بھائی سوامی پی ڈبلیو 8 کے ساتھ پان کے باغ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ٹرائل عدالت کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ نے پایا کہ پی ڈبلیو 8اور پی ڈبلیو 9 نے حملے سے متعلق درست بیان دیا تھااور جب کہ پی ڈبلیو 9 نے خاص طور پر کہا تھا کہ اپیل کنندگان جیون لال اور ہلکوئی نے متوفی پر گولی چلائی تھی، دشرتھ نے اسے فارسی سے مارا۔پی ڈبلیو 8 سوامی نے پی ڈبلیو 9 کی گواہی دے کر تصدیق کی ہے کہ اس نے ان ملزموں کو دوسرے لوگوں کے ساتھ اپنے بھائی کے ساتھ مختلف ہتھیاروں سے لیس دیکھا تھا جو زمین پر پڑا ہوا تھا۔مسٹر کیشوانی کا یہ بیان کہ نیچے کی عدالت عالیان نے پی ڈبلیو 9 کی گواہی پر بھروسہ کرنے میں غلطی کی ہے، ان کے مطابق واحد چشم دید گواہ، وہ ایک دلچسپی رکھنے والی گواہ تھی اور چونکہ اس نے 10 دیگر ملزموں کو بھی ملوث کیا تھا، اس کی گواہی پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا، ہمیں اپیل نہیں کرتا۔انہوں نے اس عدالت کچھ فیصلوں کا حوالہ دیتے ہوئے زور دیا کہ سزا واحد چشم دید گواہ کی گواہی پر مبنی نہیں ہو سکتی، جسے واقعے کے کسی حصے کے حوالے سے بے ایمان کیا گیا ہو یا جسے استغاثہ میں دوسری صورت میں دلچسپی پائی گئی ہو۔

ریکارڈ کے مشاہدے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک اپیل گزاروں سے منسوب حصے کا تعلق ہے، سرسوتی پی ڈبلیو 9 کا ثبوت ٹھوس اور مستقل ہے اور اس کی تصدیق پی ڈبلیو 8 کے ساتھ ساتھ طبی شواہد سے بھی ہوتی ہے۔فوری طور پر درج کردہ ایف آئی آر ایکسٹریکٹ پی — 16 میں 3 اپیل گزاروں کے نام بھی واضح طور پر ظاہر کیے گئے تھے۔یہ طے شدہ قانون ہے کہ سزا چشم دید گواہ کی واحد گواہی پر مبنی ہو سکتی ہے بشرطیکہ گواہی مکمل طور پر قابل اعتماد پائی جائے۔جہاں اس طرح کے گواہ کی گواہی جزوی طور پر قابل اعتماد ہے، وہاں سمجھداری کی ضرورت ہوتی ہے کہ سزا کی بنیاد کے لیے اس گواہ کی گواہی کی تصدیق آزاد ذرائع سے طلب کی جانی چاہیے۔درحقیقت، پی۔ڈبلیو۔ 9 متوفی کی ماں ہے۔اس لیے وہ ایک دلچسپی رکھنے والی گواہ ہے۔دانشمندی، اس طرح، اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اس کی گواہی کی تصدیق تلاش کریں۔ہم نے پایا کہ اس طرح کی تصدیق پی ڈبلیو 8 اور ڈاکٹر رمیش کمار پی ڈبلیو 10 دونوں کے ذریعے فراہم کی گئی ہے جنہوں نے لاش کا پوسٹ مارٹم کیا تھا۔ٹرائل عدالت اور عدالت عالیہ دونوں نے اس کی گواہی پر بھروسہ کرنے میں کوئی غلطی نہیں کی جس کی تصدیق اپیل گزاروں کو مجرم قرار دینے کے لیے ریکارڈ پر موجود دیگر شواہد سے ہوئی ہے۔ذیل کی دونوں عدالت عالیان کی طرف سے شواہد کی تعریف مناسب ہے اور ہمیں مختلف نظریہ اختیار کرنے پر آمادہ نہیں کیا گیا ہے۔صرف اس وجہ سے کہ اس کی طرف سے ملزم کے طور پر نامزد 10 دیگر افراد کو بری کر دیا گیا تھا، اس کی گواہی کو مکمل طور پر مشکوک نہیں بنائے گا کیونکہ اس ملک میں عدالت عالیان کے ذریعہ قبول کردہ قانون کی حکمرانی نہیں ہے۔اس کے علاوہ، ہم نے پایا کہ عدالت عالیہ نے رائے دی ہے کہ چونکہ پی ڈبلیو 9 کی گواہی کی طبی شواہد سے تائید نہیں ہوئی تھی جہاں تک دیگر 10 ملزموں سے منسوب چوٹوں کا تعلق ہے، اس لیے انہیں فائدہ یا شک دینا ضروری تھا اور انہیں بری کر دیا گیا۔

اس کے بعد اپیل گزاروں کے فاضل وکیل نے پیش کیا کہ دفعہ 148 اور آئی پی سی کے تحت جرائم کے لیے درج ذیل عدالت عالیان کے ذریعے اپیل گزاروں کی سزا کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔درحقیقت، استغاثہ کے مثبت کیس کے مطابق، تمام 13 ملزم شرپسند تھے۔ان میں سے 10 کو بری کرنے کے ساتھ (ٹرائل عدالت کے ذریعے دو اور عدالت عالیہ کے ذریعے آٹھ) بقیہ تین کو دفعہ 148 اور آئی پی سی کے تحت سزا دینا جائز نہیں ہے کیونکہ صرف تین کا جمع ہونا دفعہ 141 آئی پی سی کے معنی میں غیر قانونی اسمبلی نہیں ہوگی۔عدالت عالیہ کی رائے کہ ان تینوں اپیل گزاروں نے کچھ "دیگر نامعلوم افراد" کے ساتھ غیر قانونی اسمبلی کی تشکیل کی، کسی ثبوت پر مبنی نہیں ہے کیونکہ یہ استغاثہ کا معاملہ نہیں ہے کہ 13 نامزد افراد کے علاوہ کوئی اور "نامعلوم" شخص بھی تھا جس نے مشترکہ مقصد کا اشتراک کیا

تھا۔موہن لال کے قتل کے لیے اپیل کنندگان۔لہذا، عدالت عالیہ کو دفعہ 148 اور آئی پی سی کے تحت اپیل گزاروں کو سزا سنانے میں قانونی طور پر جائز نہیں ٹھہرایا گیا۔تاہم، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جس طریقے سے یہ واقعہ پیش آیا اس سے واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل گزاروں کا موہن لال کے قتل کا مشترکہ ارادہ تھا۔لہذا وہ دفعہ 34 آئی پی سی کی مدد سے مذکورہ قتل کے ذمہ دار ہوں گے۔ہم یہاں دیکھ سکتے ہیں کہ یہ تینوں اپیل کنندگان وہی ہیں جن کا نام پی ڈبلیو 9 نے متوفی موہن لال پر حملہ کرنے کے لیے خاص طور پر لیا تھا۔تینوں جرم کے مقام پر ایک ساتھ تھے جیسا کہ پی ڈبلیو 8 نے بھی بیان کیا تھا۔پی ڈبلیو 9 کا ثبوت کہ جیون لال اور ہلکوئی نے متوفی پر گولی چلائی تھی جبکہ دشرتھ نے اسے فرسا سے زخمی کیا تھا، پی ڈبلیو 10 کے طبی شواہد سے ثابت ہوا ہے۔اس طرح، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تینوں اپیل گزاروں کا موہن لال کے قتل کا مشترکہ ارادہ تھا۔جیسا کہ پہلے ہی دیکھا گیا ہے کہ اپیل کنندہ کے ساتھ دیگر افراد پر بھی دفعہ 149 آئی پی سی کی مدد سے مشترکہ مقصد کا اشتراک کرنے کے مذکورہ قتل کا الزام عائد کیا گیا تھا۔دفعہ 34 آئی پی سی کی مدد سے کوئی الگ الزام نہ لگانے پر اپیل کنندگان کے ساتھ کوئی تعصب ظاہر نہیں کیا گیا ہے کیونکہ ارادے کے طور پر جو حقیقت کا سوال ہے، شواہد سے اکٹھا کیا جانا ہے اور ریکارڈ پر موجود ثبوت واضح طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ اپیل کنندگان نے موہن لال کے قتل کا ارتکاب کرنے کے مشترکہ ارادے کا اشتراک کیا تھا۔دھنّا وغیرہ بنام ریاست مدھیہ پردیش، جسٹس ٹی (1996) 6 ایس سی 652 میں، جسٹس تھامس نے بنچ کی طرف سے بات کرتے ہوئے، اسی طرح کے پہلو سے نمٹتے ہوئے، حکام کے ایک گروہ کا حوالہ دیتے ہوئے مشاہدہ کیا :

"اس عدالت نانک چند بنام ریاست پنجاب، [1955] 1 ایس سی آر 1201 میں فیصلہ سنانے کے بعد اس پہلو پر قانونی حیثیت کچھ عرصے تک غیر یقینی رہی۔لیکن اس شک کو اس عدالت آئینی بنچ نے ولی سلینی بنام اسٹیٹ آف ایم پی ایئر (1956) ایس سی 116 میں صاف کیا، جہاں اس عدالت نے پیراگراف 86 میں مشاہدہ کیا، اس طرح :

" مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ 34، 114 اور 149 مجرمانہ ذمہ داری کے لیے مختلف زاویوں سے دیکھے جانے والے اصل شرکاء کے لوازمات اور مردوں کے حوالے سے فراہم کرتی ہے جو کسی مشترکہ چیز یا مشترکہ ارادے سے عمل میں آتی ہے اور یہ الزام ایک لپیٹ ہے جس میں براہ راست ذمہ داری شامل ہوتی ہے۔تعمیری ذمہ داری یہ بتائے بغیر کہ کون براہ راست ذمہ دار ہے اور کن کو تعمیری طور پر ذمہ دار بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ایسی صورت حال میں، جرم کے لیے مجرمانہ ذمہ داری کے مختلف سروں میں سے ایک یا دوسرے کے تحت الزام کی عدم موجودگی کو بذات خود مہلک نہیں کہا جاسکتا، اور اس سے پہلے کہ ٹھوس جرم کی سزا، بغیر کسی الزام کے، مسترد کی جاسکے، تعصب پیدا کرنا پڑے گا۔اس قسم کے زیادہ تر معاملات میں، عام طور پر شروع سے ہی ثبوت دیا جاتا ہے کہ بنیادی طور پر اس فعل کا ذمہ دار کون تھا جس کی وجہ سے جرم ہوا اور اس طرح کا ثبوت یقینا متعلقہ ہے۔"

اس لیے عدالت کے لیے دفعہ 34 آئی پی سی کا سہارا لینا کھلا ہے چاہے مذکورہ دفعہ کا الزام میں خاص طور پر ذکر نہ کیا گیا ہو اور اس کے بجائے دفعہ 149 آئی پی سی کو شامل کیا گیا ہو۔یقینا یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ متعلقہ حملہ آور کا دوسرے ملزم کے ساتھ مشترکہ ارادہ تھا، اس طرح کا راستہ اختیار کرنے کے لیے ضروری ہے۔اس نظریے کی پیروی اس عدالت نے بعد کے فیصلوں میں بھی کی۔امر سنگھ بنام ریاست ہریانہ،

اے آئی آر (1973) ایس سی 2221 بھور سنگھ اور دوسرا بنام ریاست پنجاب، اے آئی آر (1974) ایس سی 1256۔ اپیل کنندہ کے لیے فاضل وکیل کے پہلے جمع کرانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔"

اوپر بیان کردہ نظریہ ہماری طرف سے اپنائے گئے نظریہ کی حمایت کرتا ہے۔ ان حالات میں، عمر قید کی سزا کو برقرار رکھتے ہوئے اپیل گزاروں کی سزا کو دفعہ 302/ I. P. C 149 کے تحت سے دفعہ 302/ I. P. C 34 کے تحت تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ تاہم دفعہ 148 آئی پی سی کے تحت جرم کے لیے اپیل گزاروں کی سزا کو کالعدم قرار دیا گیا ہے، لیکن دیگر تمام معاملات میں، ان کی سزا اور سزا کو برقرار رکھا گیا ہے۔ مذکورہ بحث کے نتیجے میں، سوائے اوپر کی گئی تبدیلی کے، یہ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اس طرح مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل کنندگان ضمانت پر ہیں۔ ان کے ضمانتی مچلکے منسوخ ہو جائیں گے۔ سزا کے بقیہ حصے سے گزرنے کے لیے انہیں حراست میں لیا جائے گا۔

ٹی۔این۔اے

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.08.03 16:15
I am the author of this document